فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: موت کی تمنا کرنا کیسا ہے؟

جواب: پریشانی سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے، البتہ دین میں فساد کا اندیشہ ہو، تو بایں الفاظ تمنا کی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کریں، کرنی ہی ہو، تو یوں کہیں:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي .

''اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو، مجھے زندہ رکھنا اور جب موت بہتر ہو، مجھے اپنے پاس بلا لینا۔''

(صحيح البخاري : 5671؛ صحيح مسلم : 2680)

اہل علم کہتے ہیں کہ موت طلب کرنے کی یہ صورت تب تو درست ہوگی، جب کوئی تکلیف یا پریشانی ہو، البتہ اس وجہ سے موت کی تمنا کرنا کہ زمانہ بگڑ چکا ہے، دین کو خطرہ لاحق ہے یا فتنے کا اندیشہ ہے، تو یہ درست نہیں، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

احْضَرُوا مَوْتَاكُمْ وَلَقِّنُوهُمْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَبَشِّرُوهُمْ بِالْجَنَّةِ، فَإِنَّ الْحَلِيمَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ يَتَحَيَّرُونَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَصْرَعِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَأَقْرَبُ مَا يَكُونُ مِنِ ابْنِ آدَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَصْرَعِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِهٖ، لَمُعَايَنَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيدِهٖ، لَا تَخْرُجُ نَفْسُ عَبْدٍ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَأْلَمَ كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلٰى حِيَالِهٖ .

''اپنے قریب المرگ افراد کے پاس حاضر ہوا کریں، انہیں لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں اور انہیں جنت کی خوشخبری سنائیں، کیونکہ نزع کے وقت بڑے بڑے دانش مند مرد و خواتین پریشان ہو جاتے ہیں اور نزع کے وقت شیطان انسان کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ملک الموت کے روبرو ہونا، تلوار کے ہزار وار سے زیادہ سخت ہے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی بھی شخص کی روح اس وقت تک دنیا سے نہیں نکلتی، جب تک کہ اس کا جوڑ جوڑ تکلیف محسوس نہیں کر لیتا۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 186/5)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① مکحول کا سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

② اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت ضعیف ہوتی ہے، ابو معاذ عتبہ بن حمید ''بصری'' ہے، لہٰذا روایت ''ضعیف و مضطرب'' ہے۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

''اسماعیل بن عیاش جب اپنے علاقہ کے علاوہ کسی اور سے بیان کرے، تو محدثین کے ہاں اس کی حدیث قبول نہیں ہوتی۔ جب شامیوں سے بیان کرے، تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔ جب مدنیوں اور دیگر علاقے والوں سے بیان کرے، تو اس کی روایت میں بہت زیادہ غلطی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ میری معلومات کے مطابق محدثین کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب اسماعیل بن عیاش اپنے اہل علاقہ کے علاوہ کسی سے بیان کرے، تو اس کی حدیث قابل التفات نہیں ہوتی۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 429/6)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَهلِ بَلَدِهِ، مُخَلَّطٌ فِي غَيْرِهِمْ .

''اپنے اہل علاقہ سے بیان کریں، تو صدوق ہیں، کسی اور سے بیان کریں، تو حافظے کی خرابی کا شکار ہوتے ہیں۔''

(تقريب التّهذيب : 473)

❀ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غریب'' کہا ہے۔

سوال: درج ذیل واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

عہد فاروقی میں ایک نوجوان تھا۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش تھے۔ دن بھر مسجد میں پڑا رہتا، عشاء کے بعد اپنے باپ کے پاس چلا جاتا۔ راہ میں ایک عورت کا مکان تھا، وہ اس پر عاشق ہوگئی۔ ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی، مگر نوجوان نہیں دیکھتا تھا، ایک رات قدم نے لغزش کی۔ ساتھ ہولیا۔ دروازے تک گیا۔ جب اندر جانا چاہا، اللہ تعالیٰ

یاد آیا اور بے ساختہ یہ آیت کریمہ زبان سے نکلی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾

’’اللہ سے ڈرنے والوں کو شیطان گمراہی کے رستے لے جاتا ہے، تو وقت گناہ انہیں اللہ یاد آجاتا ہے اور وہ بصیرت پالیتے ہیں۔‘‘

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے اپنی کنیز ساتھ لی، اٹھایا اور اس کے گھر کے دروازے پر پھینک دیا۔ باپ منتظر تھا۔ آنے میں دیر ہوئی۔ دیکھنے نکلا۔ دروازے پر بے ہوش پڑا پایا۔ گھر والوں کو بلا کر اندر لے گیا۔ رات گئے، ہوش آئی۔ باپ نے حال پوچھا۔ کہا: خیریت ہے؟ کہا: بتا دے۔ ناچار قصہ بیان کیا۔ باپ بولا: جان پدر! وہ آیت کون سی ہے؟ جوان نے پھر پڑھی، پڑھتے ہی غش آیا۔ حرکت دی، تو مردہ حالت میں پایا۔ رات ہی نہلا کر کفنا کر دفن کر دیا۔ صبح کو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خبر پائی۔ باپ سے تعزیت کی اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔ عرض کی: امیر المومنین! رات تھی۔ پھر امیر المومنین ساتھیوں کو لے کر قبر پر گئے۔

فَقَالَ عُمَرُ: يَا فُلَانُ! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰانِ، فَأَجَابَهُ الْفَتٰى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ: يَا عُمَرُ! قَدْ أَعْطَانِيهُمَا رَبِّي يَا عُمَرُ.

’’تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُو فلاں! جو اپنے ربّ کے سامنے جوابدہی سے ڈر جائے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا: عمر! اللہ تعالیٰ نے وہ دونوں مجھے عطا کر دی ہیں۔‘‘

(ذمّ الهوٰی لابن الجوزي، ص 252-253، تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 450/45)

جواب: سند باطل ہے،

۞ **یحییٰ بن ایوب غافقی مصری (168ھ) کہتے ہیں:**

سَمِعْتُ مَنْ يَّذْكُرُ أَنَّهٗ كَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ .....

''میں نے ایک بیان کرنے والے کو سنا کہ عہدِ فاروقی میں۔۔۔''

لہٰذا یہ سند ''معضل'' (سخت منقطع) ہے۔ معلوم نہیں وہ قصہ گو کون تھا اور اس نے کہاں سے یہ حکایت سنی تھی؟

۞ **اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے ایک قول کی سند بیان کرتے ہوئے فرمایا:**

سَمِعْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ (ابْنِ الْمُبَارَكِ) ....

''میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ایک شاگرد کو بیان کرتے سنا۔۔۔''

(مقدّمة صحيح مسلم : 19)

۞ **اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) کہتے ہیں:**

سَمِعْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ، هٰذَا مَجْهُولٌ، وَلَا يَصِحُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ .

''(امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) میں نے امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ایک شاگرد کو سنا ہے۔ یہ شاگرد مجہول ہے اور اس سند سے دلیل لینا درست نہیں۔''

(شرح مسلم : 117/1)

مبہم اور غیر معروف لوگوں کی روایات پر اپنے عقائد واعمال کی بنیاد رکھنا جائز نہیں۔

سوال: کیا نماز جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع الیدین غیر مشروع ہے؟

(جواب): نماز جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کرنا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اسلاف اُمت سے ثابت ہے، البتہ اس بارے میں مروی مرفوع روایات ضعیف ہے۔

جو یہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر رفع الیدین کیا جائے گا، ان کے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو؛

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ، وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى .

''رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں تکبیرات کہیں، صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔''

(سنن التّرمذي : 1077، سنن الدّارقُطني : 1813)

سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن یعلی اسلمی ''ضعیف'' ہے۔

② ابو فروہ یزید بن سنان رہاوی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

''اکثر محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 218/4)

③ امام زہری رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ اس حدیث کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ غَيْرُ ثَابِتٍ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل : 151/8)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 984/2)

نیز اس روایت میں دوسری تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی نفی ثابت نہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے، پھر دوبارہ نہ کرتے تھے۔''

(سنن الدّارقُطني : 74/2، ح : 1814)

سند سخت ضعیف ہے۔

① حجاج بن نصیر بصری جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى تَرْكِهٖ .

''اس کو ترک کرنے پر محدثین کا اجماع ہو گیا ہے۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 174)

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد: 121/8)

② فضل بن سکن ''مجہول'' ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(الضّعفاء الکبیر: 449/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُدْرٰى مَنْ ذَا؟

''معلوم نہیں یہ کون ہے؟''

(المُغني في الضّعفاء: 191/2)

نیز فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ. ''غیر معروف ہے۔''

(میزان الاعتدال: 352/3)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 984/2)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ؛ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَأَى الْبَيْتَ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَفِي عَرَفَاتٍ، وَفِي جَمْعٍ وَعِنْدَ الْجَمَارِ.

''سات مقامات پر رفع الیدین کیا جائے: نماز کے لیے کھڑا ہو، جب بیت اللہ

کو دیکھے، کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 235/2)

① سند ''ضعیف'' ہے۔ عطاء بن السائب (حسن الحدیث) ''مختلط'' ہیں اور ابن فضیل نے ان سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا رَوٰی عَنْهُ ابْنُ فُضَيْلٍ، فَفِيهِ غَلَطٌ وَاضْطِرَابٌ .

''عطاء بن سائب سے ابن فضیل نے جو بھی روایت کیا ہے، اس میں غلطیاں اور اضطراب ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 334/6)

یہ جرح مفسر ہے، لہٰذا سند ''ضعیف'' ہے۔

② ابوحمزہ، عمران بن ابی عطاء، قصاب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔''

(مُصنّف ابن أبي شيبة :239/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(ا) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا رفع الیدین کرنا اس بات کی واضح

دلیل ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے۔

فائدہ:

یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے، لیکن اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے، اس میں ابن ابی لیلیٰ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف، سیء الحفظ'' ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرُّدُ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِرِوَايَتِهٖ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَتِهٖ .

''اسے روایت کرنے میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الخِلافيّات، تحت الحديث : 1732)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى سَيِّئُ الْحِفْظِ، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ .

''ابن ابی لیلیٰ خراب حافظہ والا ہے، اکثر محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں۔''

(تُحفة الطّالب : 345)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدِي كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْجُمْهُورُ .

''میرے نزدیک بھی ضعیف ہے، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔''

(فيض الباري : 3/168)

③ حکم بن عتیبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۞ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ .

''یہ حدیث کئی وجوہ سے ضعیف ہے۔''

(الخِلافيّات للبيهقي، تحت الحديث : 1732)

④ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(مُصنّف ابن أبي شيبة : 296/3)

یہ امام صاحب کی اجتہادی خطا ہے، جو صحابہ اور دیگر سلف صالحین کے عمل کے موافق نہیں، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں۔

سوال: کیا مسلمان اپنے قریبی مشرک کو دفن کر سکتا ہے؟

جواب: مسلمان اپنے قریبی مشرک کو دفن کرنے میں شریک ہو سکتا ہے، البتہ اس کے لیے دعائے مغفرت نہیں کر سکتا۔ اس کی ممانعت ہے۔

۞ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا تُوُفِّيَ أَبِي أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ : إِنَّ عَمَّكَ قَدْ تُوُفِّيَ قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِهِ، قُلْتُ : إِنَّهٗ مَاتَ مُشْرِكًا، قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِهِ وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي، فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ .

''جب میرے والد فوت ہوئے، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ کے چچا فوت ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر

انہیں دفنا دیں۔ میں نے عرض کی: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ فرمایا: جائیں اور انہیں دفنا دیں، لیکن جب تک میرے پاس واپس نہ آئیں، کوئی نیا کام نہ کریں۔ میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا۔''

(مسند الطّيالسي : 120، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ : اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ .

''آپ کے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ ان کو کون دفنائے؟ فرمایا: جائیں اور اپنے والد کو دفنا دیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 97/1، سنن أبي داوٗد : 3214، سنن النّسائي : 190، 2008، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (کما فی الاصابۃ لابن حجر: ۱۱۴/۴) اور امام ابن جارود رحمہ اللہ (۵۵۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیّدنا مسیّب بن حزن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ : أَيْ عَمِّ، قُلْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ : يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهٖ، حَتّٰى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ : عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ

الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : ١١٣)، وَنَزَلَتْ : ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : ٥٦).

''ابوطالب کی وفات کا وقت آیا، تو رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے اُن کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو دیکھا، تو فرمایا: چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیں، تاکہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کے ہاں آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: ابو طالب! عبد المطلب کے دین سے مُنحرف ہو جاؤ گے؟ رسولِ اکرم ﷺ مسلسل اپنی بات ابوطالب کو پیش کرتے رہے اور بار بار یہ کہتے رہے، حتی کہ ابوطالب نے اپنی آخری بات یوں کی کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب تک روکا نہ گیا، اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : 113).

''نبی اور مومنوں کے لیے روا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، گو وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب ان پر واضح ہے کہ مشرک جہنمی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں قرآن نازل کرتے ہوئے اپنے رسول سے فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : ٥٦)

''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔''

(صحيح البخاري : 3884، صحيح مسلم : 24)

معلوم ہوا کہ مشرک کے لیے دعائے مغفرت یا اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی، البتہ قریبی مثلاً بیٹا یا بھائی وغیرہ کو اس کے دفن کے معاملات سنبھال لینے چاہئیں۔

سوال: جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کرنا کیسا ہے؟

سوال: جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کرنا ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحدِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ يٰس غُفِرَ لَهٗ.

''جس نے ہر جمعہ اپنے والدین یا کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اور سورت یس کی تلاوت کی، اس کی بخشش ہو جائے گی۔''

(الكامل لابن عدي : 260/6، طَبَقات المحدثين لأبي الشّيخ : 331/3)

روایت من گھڑت ہے۔

① عمرو بن زیاد بن عبدالرحمٰن ثوبانی ''وضاع'' ہے۔

② ابو مسعود یزید بن خالد ''مجہول'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بَاطِلٌ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ .

''یہ حدیث اس سند سے باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 260/6)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ، أَوْ أَحَدِهِمَا، فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا .

''جس ہر جمعہ ایک دفعہ اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی، اسے بخش دیا جائے گا اور نیکوکاروں میں لکھ دیا جائے گا۔''

(المعجم الصغير : 955، المعجم الأوسط للطبراني : 6114)

سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن محمد بن نعمان بن شبل ''متروک ووضاع'' ہے۔

② یحییٰ بن العلاء بجلی ''متہم بالوضع'' ہے۔

③ عبدالکریم بن ابی المخارق ''ضعیف'' ہے۔

④ محمد بن نعمان بصری ''مجہول'' ہے۔

(الضّعفاء للعقيلي : 146/4)

❁ مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا (۲۴۹) اور شعب الایمان للبیہقی (۷۵۲۲) میں یہ روایت محمد بن نعمان بصری (مجہول) سے معضل بھی مروی ہے۔

فائدہ:

۞ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أُمِّهِ أَوْ عَمَّتِهِ أَوْ خَالَتِهِ أَوْ أَحَدُ قَرَابَاتِهِ كَانَتْ لَهُ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ، ومَنْ كَانَ زَائِرًا لَهُمَا حَتّٰى يَمُوتَ زَارَتِ الْمَلائِكَةُ قَبْرَهٗ.

''جس نے اپنے والد، والدہ، پھوپھی، خالہ یا کسی بھی قریبی رشتہ دار کی قبر کی زیارت کی، اس کے لیے حج مبرور کا ثواب ہے اور جو ساری عمر والدین کی قبر کی زیارت کرتا رہا، مرنے کے بعد فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے۔''

(الكامل لابن عدي : 295/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① احمد بن حفص سعدی ''ضعیف'' ہے۔

② ابراہیم بن موسیٰ وزدولی کی توثیق نہیں۔

③ خاقان بن عبداللہ بن اہتم ''ضعیف'' ہے۔

④ ابومقاتل حفص بن سلم سمرقندی سخت مجروح ہے۔

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 296/3)

قبرستان میں مطلق طور پر قرآن پڑھنا ممنوع ہے اور اسے کسی دن کے ساتھ خاص کر دینے سے ممانعت شدید ہو جائے گی۔

۞ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأُمُورِ يَسْتَحْسِنُونَ أَشْيَاءَ، لَمْ تَأْتِ فِي كِتَابٍ

وَّلَا سُنَّةٍ، وَّلَا عَمِلَ بِأَمْثَالِهَا السَّلَفُ، فَيَعْمَلُونَ بِمُقْتَضَاهَا، وَيُثَابِرُونَ عَلَيْهَا، وَيُحَكِّمُونَهَا طَرِيقًا لَّهُمْ مَهِيعًا وَّسُنَّةً لَّا تُخْلَفُ، بَلْ رُبَّمَا أَوْجَبُوهَا فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ .

''اہل بدعت بہت سے امور میں ان کاموں کو مستحب قرار دے دیتے ہیں، جن پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہوتی، نہ ہی سلف صالحین نے اس طرح کا کوئی کام کیا ہوتا ہے۔ بدعتی اس طرح کے کام کرتے ہیں، ان پر دوام کرتے ہیں اور اسے اپنے لیے واضح راستہ اور سنت غیر معارضہ سمجھتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اسے واجب قرار دیتے ہیں۔'' (الاعتصام :1/212)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (792ھ) لکھتے ہیں:

صَارُوا يَبْتَدِعُونَ مِنَ الدَّلَائِلِ وَالْمَسَائِلِ مَا لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ، وَيُعْرِضُونَ عَنِ الْأَمْرِ الْمَشْرُوعِ .

''اہل بدعت ایک طرف تو ایسے دلائل ومسائل تراشتے ہیں، جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، دوسری طرف مشروع کام سے بھی اعراض کرتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 593)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ .

''رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین پر لعنت کی ہے، جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں، انہیں سجدہ گاہ بناتی ہیں اور ان پر چراغاں کرتی ہیں۔''

(سنن أبي داود : 3236، سنن التّرمذي : 320)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابوصالح باذام جمہور کے نزدیک ضعیف اور مختلط ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْأَكْثَرُونَ : لَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''اکثر محدثین کا کہنا ہے کہ ابوصالح باذام سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(البدر المنير : 349/5)

② ابوصالح باذام کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ .

''ابوصالح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے، مگر اس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔''

(كتاب المجروحين : 185/1)

❀ اس حدیث کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عِنْدِي حَدِيثُهٗ هٰذَا .

''ابوصالح باذام کی یہ حدیث میرے مطابق ثابت نہیں ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 201/3)

قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اوران پر چراغاں کرنا ناجائز اور حرام ہے، البتہ عورتوں کے لیے قبرستان کی زیارت کرنا ممنوع نہیں، اس کی ممانعت منسوخ ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: جب میں قبرستان جاؤں، تو کیا دُعا کروں؟ فرمایا: قبرستان کی زیارت کے وقت یہ دُعا کیجیے:

السَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ.

''ان گھروں والے مؤمنوں اور مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ پہلے اور بعد میں آنے والوں سب پر رحم فرمائے۔ ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔'' (صحیح مسلم : 974)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت قبرستان جا سکتی ہے، ورنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتاتے کہ عورت کا قبرستان میں جانا ہی جائز نہیں، تو وہ دُعا کیا کرے گی؟

سوال: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

جواب: غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔

❀ علامۃ الہند، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''مشرکین اپنی حاجات، مثلاً مرض میں شفا اور فقیری میں خوشحالی کے لیے غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اس نذر و نیاز کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ وہ برکت کی امید پر غیر اللہ کے ناموں کا ورد بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ

نے ان پر ہرنماز میں یہ کہنا فرض کیا ہے کہ : ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ : ۵) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں)۔ نیز فرمایا: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن : ۱۸) (تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو)۔ اس آیتِ کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں، جیسا کہ (عام) مفسرین نے کہا ہے، بلکہ یہاں استعانت مراد ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ﴾ (الانعام : ۴۱) (بلکہ تم [سخت مصیبت کے وقت] اسی [اللہ] کو پکارتے ہو، چنانچہ وہ تمہاری مصیبتوں کو دُور فرماتا ہے)۔''

(حُجّة اللّٰه البالغة : 185/1)

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی:

إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ .

''جب سوال کریں، تو اللہ سے کریں اور جب مدد مانگیں، تو اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔''

(سنن التّرمذي : 2516، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَعِنْ بِاللّٰهِ .

''اللہ سے مدد مانگیں۔''

(صحيح مسلم : 2664)